رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۲

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان۔

نمبر ۲۳ | مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بمعہ خدام ۲۳ ستمبر بروز جمعرات رات کو تشریف لے آئے ۔ اکثر احباب نے بڑی سڑک پر موڑ کے پاس حضور کا استقبال کیا ۔ جناب قاضی امیر حسین صاحب کو حصار سے آتے ہوئے لدھیانہ سٹیشن پر رات کے وقت اندھیرے میں گر پڑنے کی وجہ سے بائیں پاؤں پر دائیں پسلی پر اور کمر کے نیچے سخت چوٹیں آئی ہیں ۔ یہاں پہنچنے پر ان کا علاج شروع کیا گیا ہے ۔ احباب صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں ۔

امید ہے یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی کہ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے لیکچر سیالکوٹ کا عربی میں ترجمہ ختم کر لیا ہے جسکو چھپا کر انشاء اللہ بلاد عرب میں بھیجا جائیگا ۔

نامہ لنڈن

ایک معزز خاتون کا اسلام
لنڈن میں عید

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۔ ۲۰ اگست ۱۹۲۰ء)

قبول اسلام مس وکٹوریہ نارٹن Miss Victoria Norton نے جو قریباً ایک سال سے تحقیق حق میں مصروف تھیں اور گھنٹوں مبلغین کی تقریریں دلچسپی سے سنتی تھیں آخر (جیسا کہ گذشتہ ہفتہ کے خط میں ظاہر کیا گیا تھا) صدق دل سے اعلان اسلام کر دیا ہے ۔ ان کا اسلامی نام "اسلام" رکھا گیا ہے اس معزز خاتون کو دُھن ہے کہ جس نور سے اس کا قلب منور ہُوا ہے ۔ اس سے دوسرے لوگ بھی حصہ لیں ۔ چنانچہ متواتر نئے مرد و عورتوں سے توحید باری ۔ رسالت نبوی وفات مسیح اور آمد مسیح موعود پر گفتگو کرتی رہتی ہے ۔ صاحب حیثیت اور برسر روزگار ہے ۔ ۔۔۔ روپے ماہوار تنخواہ ہے ۔ فرصت کا وقت اپنا علم بڑھانے اور تبلیغ سلسلہ میں صرف کرتی ہے ۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے ۔ اور بہتوں کی ہدایت کا موجب کرے ۔

ایسٹ بورن میں لیکچرس مولوی فتح محمد صاحب سیال ایم اے نے سپر چولسٹ سوسائٹی ایسٹ بورن کی درخواست پر انکے ہال واقعہ ایسٹ بورن میں دو تقریریں وفات مسیح کی آمد ثانی پر کیں ۔ ایسٹ بورن East bourne ساحل سمندر پر واقعہ ہے اور موسم گرما میں انگلستان کی مخصوص تفریح گاہوں میں

شمار ہوتا ہے۔ اور اکثر اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ یہاں جاتے ہیں۔ مولوی صاحب کی دو تو تقریریں خدا کے فضل سے کامیاب ہوئیں۔ اور تقریروں کے بعد بعض بحفاظ وستا ثر سامعین نے اپنے خیالات کا محبت بھرے الفاظ میں ذکر کیا۔ اور اسلام کے اصول۔ اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جو کچھ کہا گیا۔ اس کی زور سے تصدیق کی۔ اور فاضل مقرر کو درخواست کی۔ کہ پھر اور لیکچر دے کر ان کے معلومات میں اضافہ کریں۔ ایسٹ بورن میں فرداً فرداً تبلیغ کا بھی بہت موقعہ ملا اور صداقت کا پیغام کئی ایک سعید روحوں کو پہونچایا گیا۔

عید مُبارک

نماز عید اضحیٰ دار التبلیغ احمدیہ میں ۲۴ اگست کو بروز منگل مولوی فتح محمد سیال کی امامت میں ادا کی گئی۔ اور نماز کے بعد فلسفہ قربانی اور اس اسلامی عید کی اصل غرض بیان کر کے معزز خطیب نے مغربی احمدیوں کو دین حق کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی کے واسطے تیار ہونے اور تقویٰ طہارت میں ترقی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ نماز کے وقت عورتیں پچھلی صف میں الگ کھڑی ہوئیں۔ اور ان کو اس اسلامی حکم کی اصل غرض سے مطلع کیا گیا۔ چونکہ عید تعطیل کے دن نہیں آئی تھی۔ اس لئے بعض احباب کو خاص طور پر رخصت حاصل کرنی پڑی۔ اور بعض کو باوجود کوشش رخصت نہ مل سکی۔ چنانچہ جہاں مس وکٹوریہ نارٹن نے تمام دن کی رخصت حاصل کر لی۔ وہاں مس امۃ اللہ کاکس اپنی مصروفیت کی وجہ سے ذیل کا خط لکھنے پر مجبور ہوئیں:

I will remember the 24th and though absent will join at 11 A. m. with you in prayers to Allah.

Amatullah.

میں ۲۴ تاریخ کو یاد رکھونگی۔ اور گو جماعت سے غیر حاضر ہونگی مگر ۱۱ بجے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے آپ کے ساتھ (اپنی جگہ) شامل ہو جاؤنگی۔

لندن کی جماعت احمدیہ نے دار الدعوۃ احمدیہ میں عید پڑھی۔ اور اس خدا سے جو کمزور ۔ کو طاقتور اور قلیل کو کثیر کرتا رہا ہے دعا کی کہ وہ امت احمد کو بلاد غربیہ میں فوق بخشے

احباب کرام! اس مبارک تقریب پر جماعت لنڈن آپ کی خدمت میں عید مبارک عرض کرتی اور ملتجی ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے ان کی ترقی دینی و دنیوی کے لئے دعا کریں۔

مسیح کی آمد ثانی

مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج کل یہاں لوگوں کو اس بات کا بہت خیال پیدا ہو رہا ہے۔ یہاں کے لوگ ایک اضطراب میں ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے رنگ میں اس بات پر اعتقاد رکھتا ہے کہ آمد ثانی کا وقت اب بہت قریب ہے۔ جس قدر نئے فرقے یہاں بنتے ہیں۔ ان میں اکثر کسی نہ کسی رنگ میں آمد ثانی پر زور دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر تھیوسوفی اور سپر چولسٹ دو فرقے ہیں۔ تھیوسوفسٹ لوگوں کی طرح پورٹسٹ لوگ بھی سخت انتظار میں ہیں۔ کہ مسیح آئے۔ اسکے علاوہ ایک نیک علامت یہ ہے۔ کہ ان نئی جماعتوں کا اعتقاد یہ ہے۔ کہ مسیح آسمان سے دوبارہ نہیں آئیگا۔ بلکہ دنیا کے انسانوں میں سے ہی ایک فرد ہو گا۔ اس لئے ان لوگوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے وہ مشکلات پیش نہیں آتیں۔ جو ہندوستان میں پرانے طرز کے مسلمانوں سے بات کرنے میں پیش آتی ہیں۔ اس لئے یہ لوگ ہمارے خیالات کو نہایت توجہ اور اطمینان سے سنتے ہیں۔ اور اب یہ مذہبی حرکت جو انگلستان میں پیدا ہو رہی ہے۔ اس کا مستقر انشاء اللہ اسلام ہی ہے۔ ان باتوں کے باوجود تعجب ہوتا ہے۔ جب ہمارے لاہوری دوست اس بات پر زور دیتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام کی تبلیغ کا وقت انگلستان میں ابھی تک نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو وہ وقت آچکا۔ اور اس نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجدیا۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے نزدیک بھی وہ وقت آ ہی نہیں گیا۔ بلکہ بعضوں کے نزدیک گذر بھی چکا ہے۔ لیکن ہمارے دوستوں کو ابھی تک انکار پر اصرار ہے۔ دیکھئے۔ ان کی یہ ضد اور دیدہ دانستہ حق سے چشم پوشی کہاں تک چلتی ہے۔

والسّلام

جُھکا دینگے یُورپ کا سر دیکھ لینا

(از جناب مولوی رحیم بخش صاحب درد ایم اے۔)

مٹا دینگے دُنیا سے شر دیکھ لینا
ہماری دُعا کا اثر۔ دیکھ لینا

مقابل پہ آئے گا جو بھی ہمارے
اُڑا دینگے ہم اس کا سر دیکھ لینا

قیامت تلک پھر نہ وہ اُٹھ سکیگا
وہ لینگے ہم اس کی خبر۔ دیکھ لینا

رہا دین حق زیر ہے مدتوں تک
کرینگے اسے ہم زبر۔ دیکھ لینا

زمیں ہم نے لے لی لنڈن میں۔ اب واں
بنائیں گے اللہ کا گھر دیکھ لینا

سُنے گا خبر حاسد بدگہر جب
پھرے گا وہ تھامے جگر۔ دیکھ لینا

منارہ پہ چڑھکر اذاں دینگے جب ہم
جھکا دینگے یورپ کا سر۔ دیکھ لینا

لگائینگے بُستان مسیحا کا اس جا
کھلائینگے ان کو ثمر۔ دیکھ لینا

طیور اس میں لاکھوں کرینگے بسیرا
بڑھیگا یہ ایسا شجر۔ دیکھ لینا

چڑھائینگے سُورج کو مغرب میں جاکر
ولایت میں ہوتی سحر۔ دیکھ لینا

جو دیکھیں گے لنڈن میں مسجد ہماری
رقیبوں کا جھلسی جگر۔ دیکھ لینا

مبارک ہو محمود تجھ کو یہ مسجد
کریگا تو عالم کو سر۔ دیکھ لینا

ترے در پہ آئے ہیں امید لے کر
غریبوں کو بھی اک نظر دیکھ لینا

کبھی کہہ کے ہمت جو ہم درد اُٹھے
تو دشمن کو با چشم تر۔ دیکھ لینا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۰ء

جو ندامت نہیں اس سے حاصل
بوالوفا! جھوٹ کی عادت چھوڑو

مولوی ثناء اللہ کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ ہم بتائیں کس مجلس اور کس جلسہ میں انہوں نے احمدیوں کو بائیکاٹ کی تحریک کی یا ریزولیوشن پاس کرائے تھے۔ ۲۶ اگست کے الفضل میں ہم نے بحوالہ اخبار وکیل ثابت کیا تھا کہ امرتسر کے ایک جلسہ میں جس کے صدر مولوی ثناء اللہ بیان کئے گئے تھے۔ احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا ریزولیوشن پاس ہوا تھا۔ اس کے متعلق اب مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں :-

"میں جانتا تھا کہ یہی ایک حوالہ وہ پیش کریگا لیکن حقیقت الامر اس سے ثابت نہیں ہوتی حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ چوک فرید کے جلسہ میں میں دراصل مقرر تھا۔ اور بوجہ ضرورت صدر بھی ہو گیا۔ لیکن اپنی تقریر ختم کر کے بوجہ دیری اور مکان کی دُوری کے فوراً چلا آیا۔ باقی کارروائی میرے بعد ہوئی مگر نامہ نگار نے شروع کارروائی پر قیاس کر کے ساری کارروائی میری صدارت میں لکھ دی۔ اور بقول اونگھتی کو ٹھیلتی کا بہانہ کر کے قادیانی الفضل اسی کو غنیمت سمجھا" (اہلحدیث ۱۰ ستمبر)

ماشاء اللہ کیا ہی شاندار طریق پر مولوی ثناء اللہ نے اپنی بریت کی ہے۔ غور کا مقام ہے۔ کہ ایک بیان جس پر کئی مہینے گزر جاتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اس کے متعلق مولوی صاحب خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر جب اتفاق سے وہ کارروائی پکڑی جاتی ہے۔ اور اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں حقیقت الامر اور ہی ہے۔ اگر حقیقت الامر اور ہی تھی۔ کیوں اسی وقت اسکو ظاہر نہ کر دیا۔ جب بقول ان کے نامہ نگار نے محض قیاسی طور پر ایک کارروائی کو ان کی طرف منسوب کر دیا تھا۔

اگر مولوی صاحب کو اس تمام کارروائی سے اتفاق نہ تھا۔ جو ان کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اس جلسہ میں ہوئی۔ جس کے بضرورت وہ صدر بنائے گئے تھے۔ تو انہیں نامہ نگار کی تحریر کے متعلق اعلان کر دینا چاہئیے تھا۔ کہ میں اس کارروائی کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا کیوں؟ اس لئے کہ یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا کے مصداق بنکر عوام سے اس کام کے متعلق اپنی تعریف کرائیں۔ جو انہوں نے نہیں کیا۔ مگر جب وہ کارروائی زیر بحث آئی۔ اور ہم نے اپنے بیان کی تصدیق میں وکیل کی مطبوعہ شہادت پیش کی۔ تو انہیں "حقیقت الامر" ظاہر کرنے کا خیال آیا۔ اور پھر ڈھٹائی دیکھئیے جب ہم ان کے مطالبہ پر حوالہ پیش کرتے ہیں۔ تب آپ فرماتے ہیں کہ میں پہلے سے جانتا تھا۔ کہ اسی پر دار و مدار ہے۔ مگر پہلے اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ ایک واقعہ جو اخبار میں شائع ہو چکا۔ اور جس کی انہوں نے جان بُوجھکر تردید نہ کی تھی۔ اس کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے ہم پر انہوں نے "سفید جھوٹ" کا الزام کس مُنہ سے لگایا۔ اور اسکو سامنے رکھکر کس تقویٰ کی بناء پر ہمارے متعلق یہ لکھا کہ "ان کے ہاں جھوٹ کوئی چیز نہیں"۔ اگر وکیل میں شائع شدہ کارروائی کی مولوی ثناء اللہ کی طرف سے تردید ہو جاتی اور پھر ہم اس کو صحیح سمجھتے۔ تو ہم پر الزام آسکتا تھا۔ لیکن جب اس کی تردید ہی نہ کی گئی۔ اور جان بوجھ کر تردید نہ کی گئی تو اس کو درست سمجھ کر بیان کرنے پر ہمیں جھوٹ کا الزام دینا حد درجہ کی بددیانتی اور بے ایمانی نہیں۔ تو اور کیا ہے کیا مولوی ثناء اللہ ہی بتائینگے۔ کہ وہ "حقیقت الامر" جو انکے سینہ میں بند تھی۔ اور جس کا اب ظہور ہوا ہے اس سے ہم اسوقت کس طرح آگاہ ہو سکتے تھے۔ جبکہ ہمارے سامنے وکیل کے الفاظ موجود تھے۔ اب ان کا حقیقت الامر ظاہر کرنا صرف یہی نہیں ثابت کرتا کہ یہ بعد از جنگ ہے۔ بلکہ اس سے ان کی اپنی منافقت کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ وہ فعل جو انہوں نے نہیں کیا تھا۔ اسے عوام میں شہرت اور تعریف کی غرض سے غلط طور پر اپنی طرف منسوب ہونے دیا۔ اور جان بوجھکر اسکی تردید نہ کی۔

علاوہ ازیں مولوی ثناء اللہ کے یہ لکھدینے سے کہ چوک فرید کے جلسہ کی باقی کارروائی میرے بعد ہوئی یہ نہیں ظاہر ہوتا۔ کہ اس میں احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا جو ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ وہ ان کی مرضی اور منشاء کے خلاف تھا۔ عموماً جلسوں میں پاس کرنے والے ریزولیوشن پہلے ہی تجویز کر لئے جاتے ہیں۔ اور صدر کو ان سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ کہہ سکتے ہیں کہ انہیں یہ علم نہ تھا۔ کہ اس جلسہ میں احمدیوں کو بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا جائے گا۔ اور کیا انہوں نے اپنی تقریر میں اس کے خلاف رائے دی تھی۔ اگر نہیں۔ تو خواہ ریزولیوشن ان کی موجودگی میں پاس ہوا یا ان کے رخصت ہو جانے پر اس کے ساتھ ان کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ ہاں اگر اب وہ یہ اعلان کر دیں۔ میں احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے کے خلاف ہوں۔ اور وہ ریزولیوشن جو جلسہ چوک فرید میں پاس کیا گیا تھا۔ وہ چونکہ انسانیت اور شرافت کے خلاف ہے۔ اس لئے میں اس کا مخالف ہوں۔ تو ہم سمجھیں گے کہ واقعی آپ اس جلسہ کی ساری کارروائی کے ساتھ متفق نہ تھے۔ کیا مولوی ثناء اللہ اس کے لئے تیار ہوں گے۔

ہم نے اسی مضمون میں مولوی ثناء اللہ کو دروغ گو بلکہ اس سے بھی آگے قدم رکھنے والا ثابت کرتے ہوئے لکھا تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جائز بدلا لینے کے لئے دروغ۔ دھوکہ۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق سے کام لینے والا کذاب نہیں ہوتا۔ اب وہ اس کا ثبوت طلب کرتے ہیں۔ اور معلوم نہیں۔ کہ حسب معمول انہوں نے یہ کیوں نہیں لکھ دیا کہ ان کے خود ساختہ طریق کے مطابق اگر ثبوت ہو گا۔ تو وہ تسلیم کر لینگے۔ ورنہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ وکیل کے حوالہ کے متعلق یہ لکھ کر کہ "میں کسی اخبار کی روایت ہرگز نہ مانوں گا"۔ انہیں کافی سے زیادہ ندامت اٹھانا پڑی ہے۔ اور وہ اب بلا چون و چرا کسی اخبار کا حوالہ تسلیم کر لینگے۔ اس لئے ہم ذیل میں ایک اخبار کے حوالہ سے ہی اس کا ثبوت دیتے ہیں :-

اخبار الفقیہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۵ - فروری ۱۹۱۹ء
کے صفحہ ۲ پر اس مشہور مقدمہ کے متعلق جو مولوی کرم دین
کی طرف سے حضرت مسیح موعود پر دائر ہوا تھا۔ مولوی ثناء اللہ
کے بیان میں سے جو اقتباس شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے
ایک حرف بحرف یہ ہے کہ :-

" اگر وہ کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ۔
دہوکا۔ دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق استعمال
میں لاوے۔ تو کذاب نہیں ہوگا۔ اگر جھوٹ ایک
دفعہ بولا ہے۔ اور ہزار ہا میں پھیلایا گیا ہے۔ تو
وہ کذاب نہیں ہوگا "

یہ ہے وہ حوالہ جس کی بناء پر ہم نے مذکورہ بالا الفاظ شائع
کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ان کو ملا کر دیکھ لیا جائے کہ بالکل
مطابق ہیں یا نہیں۔ اس کا اصلی پتہ معلوم کرنے کے
لئے الفقیہ نے جو حوالہ دیا ہے۔ وہ یہ ہے :-

" مقدمہ نمبر ۱۸۲ مرجوعہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۳ء منفصلہ
۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء عدالت بابو آتمارام صاحب مجسٹریٹ
درجہ اول ضلع گورداسپور بعنوان مولوی کرم دین مستغیث
بنام مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ - بیان مولوی
ثناء اللہ گواہ - مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء "

اس حوالہ کو شائع ہوئے قریباً دو سال ہو چکے ہیں۔ جس
کی تردید مولوی ثناء اللہ کی طرف سے آج تک ہماری
نظر سے نہیں گذری۔ اب اگر انہیں ہماری تحریر پر انعام
دینے کا خیال آیا ہے۔ تو وہ پہلے اپنے گھر میں اخبار الفقیہ
سے فیصلہ کر لیں۔ جس میں دعوے کیا گیا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ
کے بیان کو پڑھ کر لکھا ہے۔ اور پھر ہمیں مخاطب کریں۔

اس کے ساتھ ہی ہم مولوی ثناء اللہ کو حسب ذیل حوالجات
کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں۔ جو الفقیہ نے اپنے اسی پرچہ
میں پیش کئے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنے بیان
میں لکھایا :-

" اگر کوئی شخص جھوٹا خواب کسی کو اعتبار جتانے کے
لئے بیان کرے۔ اور اس سے کوئی غرض دینی
رکھتا ہو۔ یعنی اس کے کسی فتنہ کو فرو کرنے کی نیت
رکھتا ہو۔ تو وہ کذاب نہیں کہلائیگا "

" قرآن کا کوئی حکم توڑنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے
دروغگو ہیں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں۔ تو وہ ایک معنی
میں متقی ہو سکتا ہے "

" دروغگو۔ جعلساز۔ بہتان باندھنے والا۔ افترا
باندھنے والا۔ دغا دینے والا ایک معنی سے متقی ہے۔
بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہے "

ان کے متعلق بھی مولوی ثناء اللہ کو الفقیہ سے فیصلہ کر لینا
چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس شخص نے مجسٹریٹ
کے سامنے بھری عدالت میں اپنے بیان میں یہ الفاظ لکھائے
ہوں۔ اس کے متعلق یہی سمجھا جائیگا۔ کہ اپنا مطلب حاصل
کرنے کے لئے جھوٹ بولنا وہ جائز سمجھتا ہے۔ بلکہ اس سے
بھی بڑھ کر دغابازی جعلسازی وغیرہ افعال شنیعہ کا مرتکب
ہونا بھی اس کے نزدیک روا ہے ٭

خلافت ٹرکی اور شیعہ

اپریل میں مخالفین حق نے جب قصور وغیرہ مقامات پر
احمدیوں کو اس بناء پر بائیکاٹ کیا۔ کہ وہ ان کے ساتھ اس
شورش میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ جو سلطنت ٹرکی کے
لئے وہ کر رہے ہیں۔ اور اس بائیکاٹ کا اعلان ان کی طرف
سے اخباروں میں ہوا۔ تو اس پر شیعہ اخبار ذوالفقار لاہور نے
لکھا کہ :-

" مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ مسئلہ خلافت میں ان (احمدی)
لوگوں سے برادرانہ ہمدردی کی امید رکھیں۔ اور
اگر وہ ہمدردانہ سلوک نہ کریں۔ تو وہ بھی ان سے ایسا
ہی سلوک کریں۔ جس کے وہ مستحق ہیں "

اس کے متعلق ۳ مئی کے الفضل میں شیعہ علماء کے بیان
کی بناء پر اس کا جواب دیا گیا تھا کہ جب حضرات شیعہ خود اس
مسئلہ میں تمام مسلمانوں سے شدید مخالفت رکھتے ہیں۔ تو
پھر ان الفاظ کا کیا مطلب ؟ لیکن اب خود ذوالفقار صاحب نے
کئی مہینہ غائب رہنے کے بعد نمودار ہو کر مسئلہ خلافت
اور اسکے شیدائیوں کے متعلق جو دُر افشانی کی ہے۔ وہ
اسی کے الفاظ میں یہ ہے کہ :-

" ہندوستان کے چند خود ساختہ ایجی ٹیٹروں نے مسئلہ خلافت
کے حربہ کو ہاتھ میں لیکر خوب خوب زٹل جڑ دیئے۔ جو
قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سراسر خلاف تھے۔ اور قرآنی
آیات کی جوڑ توڑ کر کے اپنی محسن گورنمنٹ کے خلاف طرح
طرح کے شر انگیز راگ الاپے۔ جس سے غریب اور وفادار
مسلمان رعایا کو جلاوطنی کی ترغیب دیگئی۔ اور ان میں
کٹھ ملاؤں نے یہ افواہیں پھیلا دیں کہ سلطنت برطانیہ کے
زیر سایہ جہاں امن و امان ہے۔ رہنا اسلامی نہیں خاکہ دین
دین تباہ و برباد ہو گیا۔ ہجرت کر جاؤ۔ اپنی کل حق حقوق تلف
کر جاؤ۔ لیکن ہم حیران ہیں۔ کہ غریب زمینداران اور
ناخواندہ عوام الناس میں جو یہ ہجرت پھیلا کر ہزارہا مسلمانوں کو
جلاوطن کیا گیا۔ کیا انہیں کے واسطے ہندوستان میں رہنا
گناہ اور کفر تھا۔ اور کیا اس تحریک کے بانیوں کے واسطے
ہندوستان میں رہنا ثواب تھا۔ افسوس تو اس بات کا
ہے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جسقدر بھی ایجی ٹیٹر اس کام
میں حواس باختہ ہو کر کوشش میں سرگرم نظر آتے تھے
وہ آج تک بڑے عیش و آرام سے اپنے چولھے گرم
کر رہے ہیں۔ پلاؤ اور کورمے اور بالائی کے ناشتہ ہو
رہے ہیں۔ غرض کہ ان لیڈروں کے یہاں یہ سیزن اچھا
لگ گیا ہے۔ کیا یہی لیڈری اور یہی رہنمائی ہے۔
ہمیں یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے تھا کہ اس تحریک کے جو دلدادہ
تھے۔ کیا انہوں نے اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں
سب کو جلاوطن کر دیا ہے۔ اور اس مصیبت کے گھاٹ
چڑھا دیا ہے۔ یہ نہیں ہوا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔

تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوستان سے مسلم آبادی کو
کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنی ذاتی کدورتوں
اور خود غرضیوں کی وجہ سے ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں
دشمنی کی گئی۔ اور ان کو آوارہ وطن بال بچوں سے جدا کیا
گیا ہے۔ اور اب وہ اس قدر تکالیف اٹھائے جانے پر حیران
پریشان اپنے ملک ہندوستان کو واپس آ رہے ہیں بہتوں
کی جانیں تلف ہو گئیں۔ کئی ایک ہندوکش پہاڑ کے
پار اتار دئے گئے۔ جو زندگی تک اپنے اعزا اور
رفقاء اور وطن کی صورت نہ دیکھیں گے۔ ہم نے اکثر
مہاجرین کی تکالیف کے افسانے سنے ہیں۔ جو نہایت ہی
درد انگیز ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ آئندہ ایسے شر انگیز

لوگوں سے اجتناب کریں۔ اور اپنی بنی ہوئی ہستی کی سلامت روی کے ساتھ حفاظت کریں"

(ذوالفقار - ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء)

سمجھ میں نہیں آتا کہ مذکورہ بالا سطور ذوالفقار کے اس ایڈیٹر نے کس منہ سے لکھی اور شائع کی ہیں۔ جو مسئلہ خلافت میں خاص طور پر ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے غیر احمدیوں کو اکسا رہا تھا۔ کہ احمدیوں کو اس مسئلہ کے ساتھ ہمدردی نہ رکھنے اور ان کے ساتھ شریک نہ ہونے کی وجہ سے وہ طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں۔ اور بائیکاٹ کردیں ذوالفقار کے مندرجہ بالا الفاظ میں مسئلہ خلافت اور اس کے محرکین سے جس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ ظاہر ہے کیا ذوالفقار تیار ہے۔ کہ اس کے ان الفاظ کی بنا پر اور ان خیالات کے باعث جو اس نے مسلمانوں کے مسئلہ خلافت عثمانیہ اور اس کے محرکین اور علم برداروں کے خلاف استعمال کئے ہیں۔ مسلمان شیعوں کو بائیکاٹ کردیں اور انہیں طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کریں۔ اگر اسی وجہ سے احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے پر مسلمان ذوالفقار کے نزدیک کسی غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے اور جو کچھ ان سے ظہور میں آیا تھا۔ وہ ان کا واجبی حق تھا تو اب خود ذوالفقار اور دوسرے شیعہ حضرات کو بھی ان کا یہ حق دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

کیا ہی اچھا ہو۔ کہ مسلمان شیعوں سے خود تسلیم کردہ حق حاصل کریں ؎

مسلمانوں میں "ابوجہل زندہ ہوگیا"

سلطنت ٹرکی کی تباہی اور بربادی ہر ایک مسلمان کے لئے نہایت رنجدہ اور افسوسناک ہے۔ لیکن اس سے مسلمانوں کو جو خاص سبق حاصل ہو رہا ہے۔ اس کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہیں اپنی اصلی اور حقیقی حالت کا احساس ہو رہا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ کیا سے کیا بن گئے ہیں۔ چنانچہ مدراس کا روزانہ اخبار "قومی رپورٹ" اپنے ۱۵ ستمبر کے پرچہ میں اسلامی دنیا کی مصائب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"ہم مسلمانوں کی بدبختی ہے۔ کہ ابوجہل ہم میں زندہ ہو گیا۔ مگر بلال حبشی زندہ نہیں ہوا۔ ابن ملجم ہم میں زندہ ہو گیا۔ مگر عمر فاروق زندہ نہیں ہوا۔ یزید ہم میں زندہ ہو گیا۔ مگر حسین ہم میں زندہ نہیں ہوا۔ ہم میں خداوندوں کے بندے بہت ہیں ہم میں حق کے دشمن بہت ہیں۔ اور ہم میں ظلم کے دوست بہت ہیں"

فی الواقعہ اگر مسلمانوں میں ابوجہل۔ ابن ملجم اور یزید تو پیدا ہو گئے۔ لیکن کوئی بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوا۔ تو اس سے بڑھ کر بدبختی اور بدنصیبی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر مسلمان ذرا غور و فکر کریں۔ اور عقل و دانش سے کام لیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ وہ خدا جس نے اُمت محمدیہ کو تمام پہلی اُمتوں سے برتر بنایا۔ اور وہ خدا جس نے اُمت محمدیہ کو خیر اُمت کا خطاب دیا۔ اس نے اس اُمت کو ابوجہل۔ ابن ملجم اور یزید بننے کے لئے نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس میں بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی مبعوث کیا ہے۔ لیکن افسوس اور ہزار افسوس ہے کہ وہ آنکھیں جنھیں امت محمدیہ میں ابوجہل تو نظر آتے ہیں وہ اور جو مسلمانوں میں ابن ملجم اور یزید تو دیکھتے ہیں۔ لیکن جب ان کو یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ اس اُمت میں خدا تعالےٰ کا ایک برگزیدہ بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو چکا ہے۔ تو اس طرف نہ صرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ نعل در آتش ہو جاتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے کوئی نبی کوئی رسول۔ کوئی خدا کا برگزیدہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اس اُمت میں سے "ابوجہل" تو پیدا ہو سکتے ہیں اور پیدا ہو چکے ہیں۔ لیکن کوئی خدا کا پیارا پیدا نہیں ہو سکتا۔ آہ! کیا ہی ناپاک خیال ہے۔ اور کیا ہی گندہ عقیدہ ہے۔ دراصل اسی کا وبال ہے۔ کہ مسلمان دن بدن چاہ مذلت میں گر رہے ہیں۔ اور جب تک اس کو چھوڑ کر خدا کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحب کو قبول نہ کرینگے۔ اور اس طرح اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت نہ دینگے۔ کہ اُمت محمدیہ خیر اُمت ہے۔ اسوقت تک ان کے لئے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔

کیا ہی اچھا ہو۔ کہ اب جبکہ مسلمانوں کو اپنی اصلی حالت کا احساس ہو چکا ہے۔ اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں ؎

عدم تعاون کی عملی حالت

امپیریل کونسل کے گذشتہ اجلاس نے عدم تعاون کی عملی حالت کے چہرہ سے نقاب کشائی کرکے بتایا ہے۔ کہ اسوقت تک ۲۸۴ تنخواہ دار سرکاری ملازموں نے استعفیٰ دئے ہیں۔ جنہیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے۔ جو کسی اہم عہدہ پر ملازم تھا۔ زیادہ تعداد چپڑاسیوں اور کانسٹبلوں کی ہے۔ صوبجات متحدہ۔ بہار۔ بنگال اور آسام کے علاقجات کا کوئی ایک شخص بھی انمیں نہیں ہے۔ زیادہ تعداد پنجاب اور صوبہ سرحدی کی ہے جنھوں نے ان ایام میں استعفےٰ دئے۔ جبکہ ترک وطن کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ اور اب انہیں سے اکثر نے اپنے استعفےٰ واپس لینے کی درخواستیں دے دی ہیں۔

عدم تعاون کے محرکین کے لئے یہ اعداد و شمار بہت افسوسناک ہونگے۔ لیکن ان سے اتنا انہیں معلوم ہو جائیگا کہ جس بات پر زبانی جوش و خروش دکھایا جائے۔ ضروری نہیں کہ عوام عملی طور پر بھی اس کے متعلق کچھ کرنے پر آمادہ و تیار ہوں ؎

مسٹر ولوبی کا قتل اور اخبار پیسہ و میونسپل گزٹ

مسٹر ولوبی کے قتل کے متعلق اخبار "وکیل" امرتسر نے جو مضمون الفضل کو مخاطب کرکے لکھا تھا۔ اور جس کا مفصل جواب ہم گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں شائع کر چکے ہیں۔ اسی کی بنا پر روزانہ پیسہ اخبار اور اخبار میونسپل گزٹ نے خامہ فرسائی کرتے ہوئے تحریک خلافت کی حمایت میں یہی دلیل پیش کی ہے کہ حامیان خلافت اپنے متبعین کو قتل و خون تو بہت دور ہے۔ معمولی سختی کرنے پر بھی روک رہے ہیں۔ لیکن اگر اس بات کو کلی طور پر درست بھی مان لیا جائے۔ تو بھی اصل واقعہ پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ مسٹر گاندہی جو تحریک خلافت کے لیڈر ہیں۔ انہوں نے صاف صاف اور کھلے طور پر اسی قتل کو مدنظر رکھتے ہوئے کہدیا ہے کہ "امن پسندی اور قطع تعلق کا پرچار اتنا کافی نہیں ہوا۔ کہ انکے دستے مذہبی دیوانوں کو بس میں رکھا جاسکے" جس سے ظاہر ہے کہ حامیان خلافت کو عوام کے مشتعل شدہ جذبات پر قابو نہ پاسکنے کا خود اعتراف ہے۔ اور وہ اپنی امن پسندی کی تحریک کو ناکافی سمجھتے ہیں ؎

انجمن احمدیہ بٹالہ کا جلسہ

۱۸ - اور ۱۹ - ستمبر ۱۹۲۰ء کو انجمن احمدیہ بٹالہ کا جلسہ تھا جس میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب (مصری) میر محمد اسحاق صاحب میر قاسم علی صاحب - مولوی محفوظ الحق صاحب مولوی جلال الدین صاحب - مولوی فضل الدین صاحب اور عاجز نائب ایڈیٹر الفضل قادیان سے اور حافظ روشن علی صاحب شملہ سے اور مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب بیرسٹر لاہور سے تشریف لائے مخالفین کی طرف سے اس جلسہ کو ناکام کرنے کی ہر چند کوشش کی گئی - مگر خدا کے فضل سے انہی کو ناکامی ہوئی - ہمارے اشتہارات کے مقابلہ میں نہیں - بلکہ ان کے اوپر مخالفوں نے اپنے اشتہار لگائے - ہمارے اشتہاروں کو پھاڑ ڈالا بازاروں میں ہاتھی جھنڈے اڑاتے اور نعرے لگاتے پھرے اور ہندو مسلم اتحاد کا واسطہ دیکر لوگوں کو شمولیت جلسہ سے روکتے رہے سب سے بڑی روک جو ان کے نزدیک ہو سکتی تھی وہ یہ تھی - کہ مولوی ثناءاللہ کو بلا لائے - اور ان سے ہمارے خلاف وعظ کرائے - تاہم ہمارا مجمع خاصہ ہوتا تھا - شیخ عبدالرشید صاحب تاجر چرم و پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ کے کارخانہ میں کاروائی شروع ہوئی - جناب حافظ روشن علی صاحب نے "اسلام اور دیگر مذاہب" پر تقریر کی - جس میں آپ نے بتایا کہ اسلام کسی مذہب کو جھوٹا نہیں کہتا - بلکہ سب کی ابتداء صداقت پر مانتا ہے - ہاں اسلام تمام صداقتوں کا جامع اور زندہ مذہب ہے - غیر مذاہب کی موجودہ تعلیمات کی اصولی غلطیاں اور اسلامی اصول کی فضیلت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت دیا - خاتمہ تقریر پر اعتراض کرنے کی اجازت دی گئی - مگر کوئی نہ اٹھا ۔

دوسری تقریر اس اجلاس میں مولانا محفوظ الحق علمی کی تھی - جس کا موضوع کمالات محمد صلعم تھا - آپ نے مختلف طرق سے اس مضمون پر روشنی ڈالی - تقریر کا وہ حصہ بہت شاندار تھا - جس میں آپ نے مثنوی مولانا روم سے بقاء نبوت بطفیل محمد صلعم کا ثبوت دیا - اس تقریر کے بعد بھی اعتراض کے لئے وقت دیا گیا - مگر کسی نے اعتراض نہ کیا ۔

اسی دن دوسرا اجلاس تین بجے کے بعد منعقد ہوا اس وقت پہلی تقریر مولوی جلال الدین شمس مولوی فاضل سیکھوانی کی مسئلہ وفات مسیح پر ہوئی - ہونہار نوجوان نے اپنے مضمون کو عمدگی سے بیان کیا - اس پر بھی مخالفوں کو وقت دیا گیا - کہ وہ اعتراض کریں مگر کوئی نہ اٹھا ۔

دوسری تقریر صداقت مسیح موعود پر میر محمد اسحاق صاحب نے فرمائی - جناب میر صاحب نے اپنی تقریر کو صاف اور سلجھے ہوئے طریق پر شاندار الفاظ میں بیان کیا - اور آخر میں مولوی ثناءاللہ کے اس اعتراض کا جواب دیا - جسے اس نے بٹالہ میں تقریر کرتے ہوئے پیش کیا تھا - کہ میں زندہ ہوں اور مرزا صاحب فوت ہو گئے - اس لئے مرزا صاحب کے اشتہار کے مطابق میں سچا اور مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہوئے ہیں - اس غلط بیانی کا ازالہ جناب میر صاحب نے نہایت عمدگی سے کیا - اور مخالفوں کو کہا کہ جاؤ مولوی ثناءاللہ سے اس کا جواب لاؤ - اس تقریر کے بعد بھی مخالفین کو اعتراض کرنے کا وقت دیا گیا - کوئی نہ اٹھا ۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں دو تقریریں ہوئیں پہلی تقریر عاجز راقم کی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں کے متعلق تھی - اس پر ایک شخص حسین بخش اپیل نویس بٹالہ نے ایک آدھ اعتراض کیا - جس کا جواب جناب حافظ روشن علی صاحب نے دیا - اعتراض یہ تھا کہ سچے اور جھوٹے کے مقابلہ کیلئے جو دعا کا معیار ہے اس کے لئے مرزا صاحب نے تقدیر مبرم اور معلق کو پیش کیا ہے - اگر کوئی شخص ان کے مقابلہ میں آتا اور جھوٹا ہو دعا کیکے ان کو دیئے جاتے - وہ مر جاتے - تو وہ تقدیر مبرم کہکر چھوٹ جاتے - پھر دوسرے لوگ اس وقت مستجاب الدعوات ہونے کے مدعی نہ تھے - کہ ان کے سامنے آتے - حافظ صاحب نے متعدد جوابات دئے از انجملہ مختصر گیہ کہ تقدیر مبرم اور معلق حضرت مرزا صاحب کی اصطلاح نہیں - بلکہ قرآن کریم سے مستنبط ہے اور پہلے بزرگ اس کو مانتے رہے ہیں - پھر یہ اعتراض تو قرآن نے جو مخالفین کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے وہاں بھی یہ اعتراض پڑیگا ساتھ ہی ہم کہتے ہیں - کہ مرزا صاحب کی صداقت کو چونکہ خدا نے ظاہر کرنا تھا - اس لئے ان کی تفہیم میں آتی ہی ایسے بیمار لوگ جو اچھے ہونے والے ہوتے ۔

اس مختصر مکالمہ کے بعد مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب کی تقریر "میں مسلمان کیوں ہوا - اور یورپ میں تبلیغ اسلام کی امید" پر ہوئی - اپنے قبول اسلام کے مختلف اور متعدد وجوہ بیان کئے - سب سے بڑی وجہ یہ بتائی کہ اسلام کا خدا دعائیں سنتا اور اپنے پیاروں سے باتیں کرتا ہے - اور اسلام اپنی زندگی کا ثبوت ہر زمانہ میں دیتا ہے - اور مذاہب صرف قصوں کا مجموعہ ہیں - اس تقریر پر بھی اعتراض کا موقع دیا گیا - مگر کوئی نہ اٹھا ۔

دوسرے وقت میں ختم نبوۃ پر جناب حافظ روشن علی صاحب کی اور مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری کی تقریر ہوئی - حافظ صاحب نے ان تمام باتوں کا رد کیا - جن کو کسی نبی کے آنے میں بطور موانع پیش کیا جاتا ہے - تقریر کے بعد کسی مخالف نے باوجود موقعہ دئے جانیکے کوئی اعتراض نہ کیا ۔ شیخ صاحب مکرم نے اپنے مضمون میں پہلے پیشگوئیوں کے متعلق کلام پاک اور عقل سے ایک اصول اور قاعدہ مفصلاً پیش کیا - اور بعد میں پیشگوئیوں پر مولوی ثناءاللہ نے جو اعتراض کئے تھے ان کے جواب دیئے ۔

خدا کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا - جماعت احمدیہ بٹالہ کوئی بڑی جماعت نہیں - مگر اس نے دو دن تک سینکڑوں مہمانوں کے کھانے پینے کا اچھا انتظام کیا ۔

امدادی کمیٹی کا اعلان

عام اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے - کہ وہ لوگ جو ہجرت کے خیال سے کابل گئے تھے - اور اب واپس آ رہے ہیں ان میں اگر کسی کے پاس کچھ نہ بچا ہو - اور جو خوراک وغیرہ سے تنگ ہو تو کمیٹی اسے جب تک وہ اپنی اصلی حالت پر نہ آ جاوے خوراک وغیرہ بہم پہنچاویگی - ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ کمیٹی کے پاس پہنچ جاویں - علاوہ ازیں اگر کوئی بیوہ یا یتیم رہ گیا ہو - تو اس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے - کہ ان کو مستقل وظیفہ دیگی - علاوہ ازیں ہر ایک ایسے شخص کا مال واسباب واپس دلانے میں اپنے پاس سے خرچ کرنے میں دریغ نہ کریگی بمقصد ذیل پتہ پر خط وکتابت کیجاوے

بدرالدین قریشی بیرسٹر و سیکرٹری واپس مہاجرین کمیٹی لاہور

لاہور سے قادیان

قابل توجہ غیر مبائع صاحبان

لیلۃ القدر کا زمانہ پھر اپنے جلالی رنگ میں بڑے زور سے نمودار ہوا۔ اور اصحاب فیل نے کعبۂ اسلام پر حملہ کیا۔ اور دجالی سموم سے قلوب الناس تیرہ و تاریک ہو گئے۔ بحر رحمت نے جوش مارا۔ اور مطلع الفجر کی روشنی وسط پنجاب سے نمودار ہوئی۔ چمن اسلام کی باد صبا چل نکلی۔ اور لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ کی آواز آئی۔ آفتاب صداقت اپنی نورانی کرنیں چاروں طرف ڈالنے لگا۔ اور مدتوں کے پیاسے آب حیات سے سیراب ہونے لگے۔ لوگ جوق در جوق سوئے قادیان روانہ ہوئے۔ جمال جلال محمد جلال احمد ہو کر عالم میں سایہ افگن تھا۔ اور یاقوت مرکل جڑ عقیق کا راز آشکارا ہونے لگا۔ نوید مسیح مجھ تک بھی پہنچی۔ اور جیسا فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ کہ وہ قریب تر چیز کو فوراً قبول کرتی ہے۔ میں بھی نام نہاد احمدی جماعت اشاعت اسلام لاہور میں داخل ہوا لیکن ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ان لوگوں کے قول اور فعل میں تغیر نظر آنے لگا۔ چونکہ ہدایت مقدر میں تھی۔ میں ان کو نظر غور سے دیکھنے لگا۔ میرا ایسا کرنا تھا کہ حقیقت ظاہر ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ غیر احمدیت میں رنگین ہو رہے ہیں۔ اور ایک بھوکے پرندے کی طرح جو دام کو نہ دیکھتا ہوا دانہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور پھنس جاتا ہے۔ یہ پراگندہ ہو کر غیر احمدیت کی طرف جھک رہے ہیں۔

میرا یہ بیان محض لفاظی نہیں۔ بلکہ اپنے ساتھ ثبوت اور مشاہدہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی سطور سے آشکارا ہے۔ جن سے ظاہر ہے کہ پیغامی کس طرح لو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض کے مصداق بن رہے ہیں ۔

مسئلہ کفر و اسلام

وہ لوگ جنھوں نے حضرت مسیح موعود پر فتویٰ کفر لگایا۔ انکو یہ لوگ صرف غلطی خوردہ سمجھتے ہیں نہ کہ کافر۔ اور وہ غیر احمدی جو ان مکفر مولویوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ دیا تھا مسلم قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے فتوائے کفر کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی حضرت صاحب کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک مسلمان ہیں۔ اور نمازیں انکے پیچھے جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شمارہ اس کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں :-

”جن لوگوں نے حضرت صاحب پر کفر کا فتویٰ نہایت ہی نیک نیتی سے لگایا ہے۔ میں انکی اجتہادی غلطی تصور کرتا ہوں۔ اور انکو بماتحت ارشاد حضرت مسیح موعود دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتا“

ایسا ہی مولوی محمد علی صاحب نے دہلی میں بندہ کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دی۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے صریح فتویٰ کے خلاف ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ محض اغراض نفسانی کے ماتحت کام کر رہے ہیں نہ کہ خدا اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کے لئے۔

مولوی محمد علی کے نزدیک غیر احمدی کیا ہیں؟

میں حیران ہوں کہ یوں تو مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان کہتے ہیں لیکن تکفیر اہل قبلہ میں مولوی صاحب تمام غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کا مندرجہ ذیل فتویٰ نہایت قابل غور ہے

”میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے جو اصول تریاق القلوب میں باندھا ہے اسے کبھی ترک نہیں کیا وہ کیا اصول ہے۔ یہ کہ ایسا شخص جو آپ کو کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے وہ تو ضرور فتویٰ حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والوں یا سمجھنے والوں کے علاوہ جو لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے دعوے کو قبول نہیں کیا یا ابھی بیعت نہیں کی وہ محض انکار دعوے سے کافر نہیں ہو جاتے۔ یہی اصول پہلی تحریروں میں ہے۔ یہی حقیقۃ الوحی میں ہے۔ یہی اس کے بعد کی تحریروں میں ہے“ تکفیر اہل قبلہ صفحہ ۲۸

یہاں مولوی محمد علی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو جھوٹا کہنے والے یا جھوٹا سمجھنے والے سب کے سب کافر ہیں اور جو حضرت مسیح موعود کو جھوٹا نہیں جانتے۔ وہ کافر نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ تو درست ہے۔ لیکن مسیح موعود کو سچا جاننے والا ہمارے نزدیک سوائے احمدی کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی غیر احمدی ایسا ہے۔ جو در حقیقت آپکو سچا جانتا ہو۔ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا نہیں جانتا۔ وہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی کافر ہے اور کوئی غیر احمدی اس فتویٰ سے باہر نہیں رہ جاتا۔ لیکن باوجود اس ہمہ غیر مبائعین غیر احمدیوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ تاکہ ان سے کسی طرح چندہ وصول ہوتا رہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب غیر مبائعین سے میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے ثابت ہے۔ کہ تمام غیر احمدی کافر ہیں تو مجھ کو کہا گیا کہ ”کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے چندوں کا اکثر حصہ کون لوگ دیتے ہیں“ تب میں نے کہا کہ پھر یہ روپے کا معاملہ ہے نہ کہ ایمان کا ۔

نبوت سے نفرت

مولوی محمد علی صاحب نے ایک درس میں ارشاد فرمایا کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے تو ہم انکو فوراً ترک کر دینگے۔ حالانکہ کہنا یہ چاہیئے تھا کہ اگر حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت ہو جائے۔ تو ہم اس کو قبول کر لینگے۔ کیونکہ جب حضرت مسیح موعود کو ہم نے مامور من اللہ مان لیا۔ تو اب یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ وہ کوئی جھوٹا دعوے کریں۔ باقی یہ خیال کہ اب نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ تیرہ سو ۱۳۰۰ برس کوئی نہیں ہوا۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے مذہب کے خلاف ہے ۔

مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں

وہ کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت صاحب ایک مجدد اور محدث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ماننا جزو ایمان نہیں کئی مجدد آئے اور چلے گئے۔ اور آتے رہینگے۔ اور جماعت کی علیحدگی ایک وقتی ضرورت تھی۔ اور چونکہ ان کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ اسلئے آپ کے منکروں کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ حالانکہ یہ اس حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔ جو حضرت صاحب نے بیان کی ہے جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کافر کہنے والے اور منکر ایک ہی گروہ ہے۔ اور ایک دفعہ جبکہ کسی نا سمجھ نے لکھ دیا کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا ۔ آخری زمانہ میں ایک مسیح خاتم الخلفاء کا پیدا ہونا اسلام میں تعلق رکھتا ہے بلکہ جزو اسلام کا ہے۔ کیونکہ اس کے انکار سے سورۃ نور کا تمام بیان باطل ٹھہرتا ہے۔ جب قیامت اور بہشت وغیرہ کی پیشگوئی ایمان میں داخل ہے۔ تو پھر کیوں مسیح موعود کی پیشگوئی ایمان میں داخل نہیں۔ مسیح موعود کا آنا نہ صرف حدیث نبوی سے ثابت ہے بلکہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پس اس کا ماننا عین اسلام ہے۔

مکفرین مسیح موعود چندہ دیں تو مسلم

ایک غیر احمدی جو کہ حضرت صاحب کا سخت منکر ہے۔ اور موقعہ بے موقعہ سخت توہین اور پیشگوئیوں پر اعتراض

سے باز نہیں آتا۔ گذشتہ دنوں پچیس روپے چندہ دیکر سعید بن گیا۔ اور غیر مبایعین کے نزدیک بڑا ہی نیک اور راست باز اور اسلامی تڑپ والا بن گیا۔ اور اس کی تعریف ایک خطبہ جمعہ میں مولوی محمد علی صاحب نے کی۔ اور فرمایا کہ دیکھو آخر یہ لوگ بھی تو نور ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ بیچارہ نماز روزے سے بھی بیزار ہے۔ اور جسے مسجد کا منہ دیکھنا جمعہ کو بھی نصیب نہیں ہوتا الا گاہے۔ اور جس کے نزدیک مسیح موعود کے مکفر مولوی پکے مومن ہیں۔ اب۔ ایسے دشمن احمدیت کو سعید قرار دینا۔ سعید قرار دینے والوں کا خود شقی ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی توہین

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ لکھتے ہیں:۔

" میرزا غلام احمد صاحب قادیانی حضرت ابوبکر اور عمر کے خاک کے برابر بھی نہیں ہے " ظالم نے اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ساتھ ہی کہا کہ تم مرزا کو کیا سمجھتے ہو۔ مرزا صاحب کی سینکڑوں ایسی تحریریں ہیں۔ کہ اگر میں تمہیں دکھاؤں۔ تو تم مرتد ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ تو معمولی مسلمان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ اسی طرح کئی موقعوں پر میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے منہ پر حضرت صاحب کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور یہ خاموش سنتے رہتے ہیں۔ جواب تک نہیں دیتے۔ ایک شخص جو دشمن مسیح موعود ہے سکرٹری موصوف کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مرزا صاحب کی اکثر تحریرات لغویات سے پر ہیں تو سکرٹری صاحب نے نہایت فراخ دلی سے کہا۔

ہم لغویات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو قابل قبول ہوں انکو قبول کر لیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو بعض باتوں میں غلطی لگی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا کوئی احمدی ہے جو یہ توہین گوارا کریگا۔ پھر عموماً دیکھا گیا ہے کہ کسی جلسہ میں جو یہ لوگ منعقد کریں۔ حضرت صاحب کا نام مبارک تک اسلئے نہیں لیا جاتا کہ مبادا غیر احمدی ناراض نہ ہو جائیں اور ہمیشہ حضرت صاحب کی تحریروں کو اپنی منشاء کے مطابق ڈھالا جاتا ہے۔ کیا یہی وہ احمدیت ہے۔ جس کا ہمارے پیغامی دوستوں کو دعویٰ ہے۔ اس قسم کی احمدیت تو کوئی غیور احمدی کبھی قبول نہیں کر سکتا۔

عملی کمزوری

بطور مسجد استعمال کے لئے غیر مبایعین نے ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ چار پانچ غیر مبایع اسکے بالکل قریب آباد ہیں۔ لیکن کبھی اذان یا نماز باجماعت وہاں نہیں ہوتی۔ جس کی طرف بندہ نے مولوی محمد علی صاحب کی توجہ مبذول کرائی۔ اور باوجود ان کے متواتر تین خطبوں میں تاکید کرنے کے اس مسجد میں سوائے نماز جمعہ کے نزدیک بھی کوئی نہیں پھٹکتا ۔

امیر قوم کی کمزوری

میں نے ان لوگوں کی کمزوریوں اور غلط عقائد کو درد دل کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر وہ بھی کچھ اصلاح نہ کر سکے۔ اور غلط عقائد کے معاملہ میں تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ غالباً اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ اگر وہ سکرٹری انجمن کو اس کے مرتدانہ فتویٰ پر ذرا سی جھاڑ دیتے۔ تو یقیناً وہ مولوی صاحب سے بیزاری کا اعلان کر دیتا ۔

غیر مبایعین سے اپیل

اے میرے غیر مبایع بھائیو کیا یہی امور ہیں۔ جن پر تمہیں ناز ہے۔ اور کیا یہی تعلیم تھی۔ جو تم پھیلانا چاہتے ہو۔ اور تمہارے محسن آقا نے تم کو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی امانت دی۔ اور تم نے اقرار لیا کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھوگے۔ لیکن حیف ابھی کچھ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ تم نے اپنے وعدے کو توڑ دیا۔ اور تمہیں غیر لوگ مسیح موعود سے زیادہ عزیز ہو گئے۔ کیا وہ غیر احمدی جن کی طرف تم جھکے جاتے ہو۔ اب نیک و پارسا بن گئے ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے فتوے کفر واپس لے لئے ہیں نہیں پھر کیا وجہ ہوئی۔ کہ تم نے اپنے مرشد کے ارشاد کو پس پشت ڈالدیا۔ اور اپنی نفسانی خواہشات کو مقدم کر لیا۔ کیا مسیح موعود کا دنیا میں آنا ایک امر عبث تھا۔ حیف اور صد حیف اس قلب تاریک پر جس نے دُرِ شہوار کو پایا۔ لیکن نہ پہچانا اور سنگ ریزہ سمجھکر پھینک دیا۔ مگر یاد رہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا "

اے میرے بھائیو! ذاتی عناد کے باعث دوسروں کو گمراہ مت کرو۔ اور خدا کے نبی کا دامن مت چھوڑو۔ ورنہ یاد رہے یہ دنیا تو آنی جانی ہے۔ اور تمہارے اقرباء اور اصدقاء کی محبت ایک وقتی محبت ہے۔ اندھی تقلید مت کرو۔ اور تحقیق حق کو ہاتھ سے مت دو۔ متلاشی حق کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے لنهدينهم کا وعدہ ہے اور خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد کرتا ہے۔ بالآخر میری دعا ہے۔ خدا تمہیں تحقیق حق کا موقعہ دے۔ اور میری طرح تم پر بھی صداقت ظاہر کرے۔ تاکہ تم راستہ گم کرنے والے نہ بنو۔ کاش میرے لاہوری بھائی بجائے جوش میں مجھے برا بھلا کہنے کے اس مضمون پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کیونکہ ہدایت کے لئے یہ لازمی شرط ہے۔ مگر افسوس تجربہ بتاتا ہے۔ کہ ان میں سے اکثر ہدایت سے دانستہ منہ پھیرنے والے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

جب کھل گئی سچائی پھر اسکو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

پس میں اپنے بھائیوں کو پھر کہتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر محمود اولوالعزم کی مخالفت چھوڑ دیں۔ کیونکہ ان کی مخالفت ہی نے انہیں دامن مسیح موعود سے قریباً قریباً علیحدہ کر دیا ہے۔ جیسا کہ من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ للحرب کا منشاء ہے۔ ورنہ نبوت مسیح موعود اور ان کے انکار سے کفر کا مسئلہ ایسا صاف ہے۔ کہ وہی مکذبین جن کے دراہم معدودہ نے تمہیں ان مسائل کا منکر بنایا ہے۔ وہ خود قائل ہیں۔ کہ مسیح موعود بلاشبہ نبی ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ ایک دفعہ جب کسی نے مسیح موعود سے پوچھا کہ آپ کو نہ ماننے والا کافر ہے یا نہیں تو مسیح موعود نے فرمایا:۔

" مولویوں سے جا کر پوچھو کہ انکے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنیوالا ہے۔ اس کو جو نہ مانیگا اس کا کیا حال ہے بس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں۔ جو آنیوالا تھا "

(از مجموعہ فتاویٰ احمدیہ)

میں اپنے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے مولا کریم اپنے بندوں پر رحم فرما اور انکی آنکھیں کھول کہ اس خدا کے برگزیدہ نبی اللہ مسیح موعود اور اس کے جانشین صادق حضرت فضل عمر کو شناخت کریں۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

خاکسار۔ عبد الحکیم۔ لائبریرین دفتر رائل ایر فورس شملہ

تعریف نبوت میں تبدیلی کا ثبوت

تمہید

انسان کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اس کے دل پر جہل و ضلالت کی مہر لگ جاتی ہے۔ اسکی قوت سامعہ بے حس ہو جاتی ہے۔ تاہم وہ اس قدر اندھا نہیں ہو جاتا۔ کہ نور اور ظلمت میں فرق محسوس نہ کر سکے اسقدر جاہل نہیں ہو جاتا۔ کہ خیر اور شر میں تمیز ہی نہ رہے اسقدر بہرا نہیں ہو جاتا کہ نغمہائے شیریں اور دشنامہائے تلخ اس کے کان کے پردہ میں دو مختلف تموج پیدا نہ کر سکیں۔ وہ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ اور سمجھتا بھی ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ نہیں دیکھتا نہیں سنتا وہ نہیں سمجھتا کیونکہ لھم قلوب لا یفقھون بھا لھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا۔

یہی حال ہمارے پیغامی دوستوں کا ہے۔ ۱۵۔ اگست کے پرچہ پیغام صلح میں ایڈیٹر پیغام اپنی بے تابی اور ہراسانی "آپس میں غلط فہمیاں" کے عنوان کے پردے میں ظاہر کرتے ہیں اور ہمدردی کے لباس میں بغض اور حسد کا زہر اگلتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ امید طلبی دنیا و جاہ جس نے انہیں بڑی بیرحمی سے دامن مسیح موعود سے الگ کیا تھا۔ اب ان پر کھڑی ہنس رہی ہے۔

پیغام کا مطالبہ

وہ ہم پر افترا باندھتے ہوئے فرماتی ہیں۔ "کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات سے یہ دکھا سکتا ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کی کتابوں میں انہوں نے نبوت کی جو تعریف کی تھی آخری زمانہ کی کتابوں میں اسکو غلط قرار دے کر پہلی تعریف کے خلاف کوئی اور تعریف نبوت پھر شایع کر دی تھی۔ میں نہایت زور سے کہونگا۔ کہ یہ سب قادیانی پارٹی کا افترا ہے"

اسجگہ ہمارے پیغامی دوست نے یہ جھوٹ باندھا ہے۔ کہ تعریف نبوت کے متعلق حضرت صاحب نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور گویا ہم حضرت صاحب کی طرف ایک غلط بات منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خلاف واقعات ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہم ذیل کی چند سطور میں پیغام کے ایڈیٹر پر ثابت کرینگے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے تعریف نبوت کے متعلق عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ اور اسکے خلاف ایڈیٹر کا افترا ہم پر سراسر بہتان عظیم ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

۱۹۰۱ء سے پہلے تعریف نبوت

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"

یہ عقیدہ حضرت صاحب کا ۱۸۹۹ء میں تھا۔ اور باوجود لفظ نبی وحی میں موجود ہونے کے وہ اپنے آپ کو محدث ہی کہتے تھے۔ لیکن جب بعد میں بار بار وحی حق نے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ تو حضور پر نور نے اپنا عقیدہ غلطی کے ازالہ میں تبدیل کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

۱۹۰۱ء سے بعد تعریف نبوت

"اگر خدا تعالےٰ غیب کی خبریں پانیوالے کا نام نبی نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہیں"

محدث کہلانے سے انکار

اس جگہ آپ نے محدث کہلانے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ پہلے اپنے آپکو باوجود لفظ نبی وحی میں موجود ہونے کے محدث ہی کہتے تھے۔ اور لکھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے اپنے لئے کبھی لفظ محدث استعمال نہیں کیا۔ اگر ایڈیٹر پیغام کا خیال ہے۔ کہ محدث کا لفظ پھر بھی آپ نے اپنے لئے کبھی استعمال کیا ہے۔ تو اس کا بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ اور ہم دعوٰی سے کہتے ہیں۔ کہ وہ کبھی نہیں دکھا سکتا۔ کہ غلطی کے ازالہ کے بعد حضرت صاحب نے اپنے لئے لفظ محدث کبھی استعمال کیا اور لفظ نبی سے انکار کیا۔ پھر حضرت صاحب تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں:۔

نبی کی جامع تعریف

"شریعت لانے والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی ...... میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو"

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:۔

حقیقی معنوں میں نبی

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

پس ان سب حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ حضرت صاحب ۱۸۹۹ء میں نبی اسکو سمجھتے تھے۔ جو کامل شریعت لائے۔ یا احکام شریعت سابقہ منسوخ کرے یا براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھے۔ لیکن بعد میں حضور کے نزدیک اوپر بیان شدہ حوالوں کی رو سے نبی کیلئے غیر امتی ہونیکی شرط نہ رہی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پہلی تعریف غلط تھی۔ بلکہ ہمارا یہ دعوٰی ہے کہ نبی براہ راست بھی ہوتے ہیں اور بالواسطہ بھی۔ اوائل میں حضرت صاحب بالواسطہ نبوت کو محدثیت کہتے تھے۔ بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق اسی کا نام نبوت رکھا۔ گویا پہلے نبی کی تین قسمیں آپ بیان فرماتے تھے۔ صاحب شریعت نبی۔ بعض احکام لانیوالا نبی۔ براہ راست نبی بعد میں یہ چوتھی قسم کا اضافہ کر دیا۔ کہ جو بالواسطہ نبی ہو۔ اس سے حضرت صاحب کی تبدیلی عقیدہ در تعریف نبوت اظہر من الشمس ہے ہمیں بجائے انعام کے ایڈیٹر پیغام کی صحت عقیدہ درکار ہے۔ اور ہم نقد شدہ انعام نہیں مانگتے مبادا روپیہ دینے کی خاطر وہ ہٹ دھرمی پر قائم ہو جائیں۔ ہاں وہ اگر اپنی زبان کا پاس کر کے انعام دینا چاہتے ہیں تو وہ انجمن ترقی اسلام کو بھیجدیں۔ اور اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم غلط کہہ رہے ہیں۔ تو فیصلہ کیلئے حکم مقرر کر لیں ٭

بات سمجھنے کا ایک آسان طریق

اگر ہمارے پیغامی بھائی ذرا مندرجہ بالا حوالجات کی عبارت میں اپنے غلط عقیدہ کے موافق جہاں جہاں لفظ نبی آیا ہے۔ وہاں لفظ محدث چسپاں کر کے دیکھیں تو ان پر روشن ہو جائیگا۔ کہ حضرت صاحب اس کو نبوت ہی سمجھتے تھے۔ نہ کہ محدثیت اور اگر لفظ محدث چسپاں نہ ہو سکے تو پھر انہیں ماننا پڑیگا۔ کہ پہلے جسے محدثیت کہا کرتے تھے۔ اب اسے آپ نبوت کہتے ہیں۔ اور یہی وہ تبدیلی ہے جسے ہم پیغامیوں سے منوانا چاہتے ہیں۔ اور بس ٭

اہل پیغام کا بغض و عناد

خدا کی شان جب کوئی شخص ذاتی بغض اور عناد میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو پھر اس کو نور بھی ظلمت نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پیغامیوں کے نزدیک تمام خاندان مسیح موعود اور تمام جماعت مسیح موعود مفتری ہو گئی ہے۔ لیکن ہم ان کو معذور سمجھتے ہیں۔ دو ضدیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں یا تو وہ مسیح موعود کے ارشاد کو مقدم رکھتے اور حق کی خاطر تمام نرم و گرم برداشت کرتے لیکن انہوں نے اس سے پہلوتہی کر لی۔ اور وہ اب غیر احمدیت کی

طرف جھکے جاتے ہیں۔ انہیں خویش و اقارب کی علیحدگی جو بماتحت حکم ربی کرائی گئی تھی گوارا نہ ہو سکی۔ اور یہ پھر اسی چاہ ضلالت کی طرف لوٹے۔ جس سے انہیں نکالا گیا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے مخلوق الٰہی کو دھوکا دینا شروع کیا۔ اور ظالموں نے اسپر بھی بس نہ کی اور خود حضرت مسیح موعود اور اس کے جانشین خلیفہ پر بھی افترا باندھنا شروع کیا۔ اور یہ کہکر کہ وہ نبی نہ تھے محض ایک معمولی مجدد تھے۔ جیسے سینکڑوں گذر چکے ہیں۔ اور آئندہ سینکڑوں آتے رہینگے سخت توہین مسیح موعود کے مرتکب ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

لیکن ان کی اس ایمان فروشی پر بھی غیر احمدیوں نے چنداں التفات نہ کی۔ اور ان کے راز درپردہ پر غور نہ کیا۔ کہ درحقیقت زبان حال سے یہ لوگ غیر احمدیوں میں شمولیت کے خواہاں ہیں۔ جب پیغامیوں نے دیکھا۔ کہ اس طرح سے تو کام بنتا نظر نہیں آتا۔ تو انہوں نے اپنی چال بدلی اور ایڈیٹر پیغام جو کبھی یوسف موعود ہونیکا مدعی تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت نبی مانتا تھا۔ مگر مطابق الکفر ملت واحدۃ باوجود اپنی افراط کے تفریط والے گروہ کے ساتھ شامل ہو کر پکار اٹھا۔

"قادیانی پارٹی کے مولویوں نے میاں صاحب کی عزت ایسے طریق میں پیدا کردی ہے۔ کہ اب وہ کسی دوسری آواز کو سن ہی نہیں سکتے بنترا بھماؤ لاکھ سر پٹکو مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔"

قطع نظر اس سے کہ ہمارے مولویوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی عزت کس طرح تمام جماعت کے دلنشین کی کہ جس کی وجہ سے دوسری آواز سن ہی نہیں سکتے اور جس عزت کا تصور کر کے پیغامی امیر کے منہ میں بھی پانی بھر آتا ہوگا ہم یہ دریافت کرتے ہیں۔ کیا ہر نبی اور خلیفہ کے زمانے میں یہ ظہور قدرت ربی نہیں ہوا۔ کہ مومنوں نے ان کے ارشاد پر جانیں تک فدا کر دیں پھر آپ کی بات کا ان کے مقابلہ میں سننا تو الگ رہا۔ کیا مبایعین کی یہ متابعت قابل رشک نہیں۔ اور تم تو اپنے عقیدہ کے ماتحت اپنے امیر کے حق میں ایسا کہتے ہو۔ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ۔

اطاعت اولی الامر اور صنم پرستی میں فرق

ہم پر تہمت لگائی گئی ہے۔ کہ گویا ہم صنم پرستی کرتے ہیں۔ اگر ہم سچے نبی اور خلیفہ کی متابعت کہنا مانتے تو دیکھ صنم پرستی ہے تو سب سے بڑے صنم پرست صحابہ کرام ہونگے جن کو رسول مقبول کے چہرہ پر نور کے آگے کچھ بہتر نظر ہی نہیں آتا تھا۔ چنانچہ حضرت رسول کریم کی وفات کی خبر سن کر حضرت عمرؓ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ کہ کون کہتا ہے کہ رسول کریم فوت ہو گئے۔ وہ زندہ ہیں۔ اگر کوئی کہیگا۔ کہ وہ مر گئے ہیں۔ تو میں اس کی گردن اڑا دونگا۔ یا وہ لوگ جو ان خلفاء کے قدم بقدم چلتے تھے۔ اور ان کے ارشاد پر گردنیں جھکا دیتے تھے۔ بقول پیغامی ایڈیٹر اس صنم پرستی کی وجہ ہماری نفسانیت ہے۔ لیکن یہ انوکھی نفسانیت دیکھنے میں آئی ہے۔ کہ دن رات دنیا داروں سے پتھر اور گالیاں کھانے کے سوا کچھ حاصل ہی نہ ہو۔ اور بقول حضرت مسیح موعود یہ حال ہو:-

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم ✦ جب سے عشق اسکا تیرے دل میں ہے بٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں ✦ نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمد ✦ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

لیکن ایک تم پیغامی پراگندہ دل لوگ کہ تم نے دامن احمد کو ترک کیا جس کا نقد نتیجہ آج تم بھگت رہے ہو۔ دنیا تو گئی ہی تھی ایمان بھی چلا۔

بالآخر ہم ایڈیٹر پیغام صلح سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ بجائے خواہ مخواہ کی لفظی الجھنوں میں پڑنے کے یہ بتائیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود پہلے اپنے آپ کو محدث کہتے تھے۔ یا نہیں اور بعد میں محدث کہلانے سے انکار کر کے ہرگز نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو پھر اہل اسلام کی اصطلاح کے ماتحت جو آپ نبی کیلئے براہ راست منصب نبوۃ پانا لازمی سمجھتے تھے۔ یہ شرط آپ نے غیر ضروری قرار دی ہے۔ یا نہیں اور صریح الفاظ میں یہ فرمایا ہی یا نہیں کہ:-

آنحضرت صلعم کا امتی نبی ہو سکتا ہے

"مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں۔ کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تا عیسائیوں پر سرزنش کا تازیانہ لگے۔ کہ تم تو عیسیٰ ابن مریم کو خدا بناتے ہو۔ مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے۔ کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ایک امتی کا نبی ہونا تسلیم فرماتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ پہلے جو نبی کیلئے براہ راست ہونا جو کہ مسلمانوں کا ایک عام خیال تھا اور ہے۔ مسیح موعود بھی اسے رسمی طور پر مانتے تھے۔ لیکن اس شرط کو بعد میں غیر ضروری قرار دیدیا گویا نبی براہ راست بھی ہو سکتا ہے اور بالواسطہ بھی۔ اور یہی تبدیلی ہے۔ جس کے ماننے کے بعد تمام جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہاں بھی نبی سے مراد محدثین ہی ہے تو پھر عبارت یوں ہو گی۔ کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد محدث ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے۔ لیکن یہ معنی تو غالباً پیامی بھی تسلیم نہ کرینگے۔ کیونکہ بداہتہً غلط ہیں۔ اور ان معنوں کی رو سے نہ آنحضرت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ مسیح موعود کی۔

پیغام کے ایڈیٹر نے کوشش کی ہے۔ کہ ہم سے یہ کہلائے۔ کہ گویا مسیح موعود پہلے نبی کیلئے شارع ہونا شرط قرار دیتے تھے۔ بعد میں اس شرط کو غلط قرار دیا۔ لیکن یہ محض چالاکی ہے جو غالباً اسلئے کی گئی ہے کہ نہ کوئی اس خلاف واقعہ امر کو ثابت کر سکیگا۔ اور نہ انعام دینا پڑیگا۔ لیکن اگر شرائط نبوت کی تبدیلی سے جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ مولوی محمد علی اور ان کے رفقا کی طرح موجودہ ایڈیٹر پیغام بھی منکر ہے تو پھر وہ ہمارے دلائل کا رد لکھ کر دکھائے۔ اور اگر نہ دکھا سکے تو حق کو قبول کرے۔

انعام

پیغامی ایڈیٹر کے انعام کی حقیقت تو ظاہر ہی ہے۔ لیکن ہم سچے دل سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ ثابت کر دے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے وہ تبدیلی نہیں کی۔ کہ جو ہم بیان کر چکے ہیں تو ہم علاوہ انکی بات کو تسلیم کر لینے کے انہیں پچاس روپیہ انعام دینگے۔ اور حصول انعام کیلئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں اور جانبین کے دلائل پر محاکمہ کر کے فیصلہ لکھ دیں اگر یہ فیصلہ پیغامی ایڈیٹر کے حق میں ہو۔ تو ہم اس انعامی رقم کو فی الفور دیدینگے۔ یاد رہے کہ فریقین کے تین تین پرچے ہونگے اور وہ الفضل اور پیغام صلح میں شائع کئے جائینگے۔

ہم پر توہین کا بیجا الزام۔

ایڈیٹر پیغام نے اپنی خوش فہمی سے اپنے مضمون میں ہم پر توہین مسیح موعود کا الزام لگایا ہے اور پھر لکھا ہے کہ اگر تعریف نبوۃ میں مسیح موعود نے کوئی تبدیلی کی تھی تو اسکے یہ معنی ہیں کہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء تک حقیقت نبوت سے بیخبر تھے اسلئے ان کا بار بار آنحضرت صلعم کو نبی کر کے پکارنا بے معنی تھا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ع

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست ۔ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ نبوت کی تعریف جو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی گئی اور جس طرح وہ سنہ ۱۸۹۹ء کے ایک مکتوب میں درج ہے، وہ غلط ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ تعریف بجائے خود درست ہے۔ اور تمام نبی جو آنحضرت صلعم تک تشریف لائے ان سب پر یہ اصطلاحی تعریف نبوۃ بالکل حرفاً حرفاً صادق آتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود ان تمام کو نبی جانتے تھے لہذا ہم پر مسیح موعود کی توہین کا الزام سبحانك هذا بهتان عظيم کا مصداق ہے۔

خاکسار عبدالحکیم از شملہ

اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احباب کی خاطر

مالی سال ۱۹ ۔ ۱۹۲۰ء ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء تک کھلا رہیگا

اگرچہ یکم ستمبر کو اعلان سالتمام کے عنوان سے تمام دوستوں کیخدمت میں یہ اطلاع کردیگئی ہو کہ مالی سال ۳۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کو بند ہو گا۔ مگر بعض دور دراز مقامات مثلاً مالابار۔ سیلون۔ برہما۔ ماریشس اور میسوپوٹامیہ وجاوا وغیرہ کو اس اعلان کے بعد مہینہ تو در کنار دس روز بھی کام کیلئے نہیں مل سکے اسی طرح دیہات میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہی ان کیلئے بھی یہ اطلاع کافی نہیں اسلیئے مجبوراً مالی سال کی آخری تاریخ ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء تک کھلی رکھنی پڑیگی مگر اس سے ہرگز یہ منشاء نہیں کہ اکتوبر کے چندے بھی اس تاریخ تک شامل کر لئے جائیں۔ بلکہ چاہیئے کہ اسمیں صرف وہی چندے بھیجے جائیں۔ جو ۳۰ ستمبر تک واجب الادا ہو چکے ہیں۔ صرف ان کے فراہم اور ارسال کرنے کے لئے یہ دس دن زائد کئے گئے ہیں۔

اعلان سالتمام پر تقریباً ہر جگہ احباب نے بہت توجہ ہی کھلائی ہی۔ چنانچہ ایک صاحب جنہیں ایک وسیع ضلع کے بہت سے مختلف دیہات کے چندہ کی فراہمی کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔ اور سال گذشتہ جنکی ایک رقم حساب میں ٹھیک وقت پر داخل نہونے کے باعث انکی انجمن ایک نمبر پیچھے رہگئی تھی۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ اپنا ایک آدمی یہاں مقرر کریں اور اعلان کردیں کہ اسکے نام بذریعہ تار رقوم بھیجی جائیں تاکہ کوئی رقم بلا داخل حساب ہوئے نہ رہ جائے۔

میاں عبد الرحمن صاحب ڈار خلف الرشید حاجی عمر ڈار صاحب مرحوم سکرٹری انجمن احمدیہ آسنور کشمیر تحریر فرماتے ہیں کہ زمینداروں سے بذریعہ غلہ چندہ وصول ہوتا تھا لیکن امسال باوجود اسکے کہ خشک سالی کیوجہ سے بہت رکاوٹیں درپیش ہیں ہم نے اس خیال سے کہ چونکہ تجویز بجٹ کا یہ پہلا سال ہی۔ اس لئے ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہونی چاہیئے آپ کا تجویز کردہ بجٹ مبلغ ایکہزار کچھ روپیہ قرض لیکر پورا کردیا ہی۔ مسجد احمدیہ کا چندہ اسکے علاوہ ہے۔

اسی طرح تقریباً ہر مقام پر جد و جہد ہو رہی ہی اور قلت وقت کے باعث بذریعہ اعلان ہذا احباب کو مطلع کیا جاتا ہی کہ ۳۰ ستمبر سنہ ۲۰ کی تاریخ احباب کی خاطر ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء تک کھلی رکھی جائیگی یعنی جو چندہ ہمیں ۱۰۔ اکتوبر تک وصول ہو گا وہ موجودہ سال میں شامل کیا جائیگا۔ تاکہ برادران جسقدر سعی فرما سکتے ہیں فرمالیں اور سبقت فی الدین کے لئے انکو پورا موقعہ مل جائے۔

والسلام

نیازمند ۔ عبد المغنی ناظر بیت المال و محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہندوستان کی خبریں

مسٹر ظفر علی کے مقدمہ کی سماعت

۲۰ ستمبر کو مسٹر چل سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ مسٹر ظفر علی ۱۵ ستمبر کو جس وارنٹ کے ذریعہ گرفتار ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ عدالت میں ایک جدید وارنٹ زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف زیر تعزیرات ہند جاری کیا گیا۔ اور عدالت میں ہی اس پر ان سے دستخط لئے گئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے سردار متاب سنگھ وکیل تھے۔ اور استغاثہ مسٹر اکرام الحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے پیش ہوا۔ استغاثہ زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف اور ۱۵۳ الف تعزیرات ہند تھا۔ الزامات ۱۴۔ اگست کی حضرو ضلع اٹک کی مسٹر ظفر علی کی تقریر کی بنا پر لگائے گئے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس میں مسٹر مذکور نے گورنمنٹ کے خلاف جذبہ نفرت پھیلانیوالی غلط فقرات کہے۔ ایک فقرہ جو مسٹر مذکور کی تقریر کا حصہ بتایا گیا یہ تھا۔ کہ بغداد میں ایک باپ بیٹا ترکوں کے خلاف جنگ میں شامل تھے بیٹا مارا گیا۔ جب اس کو باپ بغداد واپس لے گیا تو مقتول کا چہرہ سور کا سا ہو گیا تھا ٭

مسٹر ظفر علی نے کہا۔ کہ ان میں سے اکثر الزامات صحیح ہیں اور بعض غلط۔ اور کہا کہ میں شہنشاہ معظم کا وفادار ہوں مگر لائڈ جارج اور گورنمنٹ ہند پر اعتراض کرنے کا مجھ کو حق ہے۔ گواہوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہی۔ اور قابل ذکر گواہ یہ ہیں۔ آنریبل ملک محمد امین صاحب شمس آباد پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔ سید لال شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ برکت علی سب انسپکٹر پولیس اٹک وغیرہ اور ہندو دو گواہیں یعنی سوامی پرکاش نند سناتن دھرم پرچارک ٭

مقدمہ کی آئندہ سماعت ۲۷ ستمبر کو ہوگی ٭

مسٹر ظفر علی کی اہلیہ کا اعلان

۲۰ ستمبر کے زمیندار میں مسٹر ظفر علی کی اہلیہ صاحبہ کا ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ میں نے اپنے شوہر کو مشورہ دیا ہی۔ کہ وہ عدالت میں اپنی صفائی ہرگز ہرگز پیش نہ کریں۔ نظر بندی ہو۔ قید ہو۔ حبس دوام ہو۔ پھانسی ہو۔ کچھ ہو ٭

لیکن اسی اخبار میں یہ بھی اعلان ہوا ہے کہ مسٹر ظفر علی جیل میں اپنا تحریری بیان قلمبند کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مسٹر ظفر علی نے اپنی اہلیہ صاحبہ کے صادقانہ مشورہ کی کوئی پروا نہیں کی ۔

مرکزی خلافت کمیٹی کے ایک نمایندہ کا پشاور سے اخراج

ڈپٹی کمشنر صاحب پشاور نے چودھری عبد الغنی کو جسے مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی نے اپنا نمایندہ بنا کر پشاور بھیجا تھا کہ وہاں کی خلافت اور ہجرت کمیٹیوں کے حسابات کی پڑتال کرے ۔ مطلع کیا کہ تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ ۔

مطبع سیاست کی ضمانت ضبط

مطبع گلزار محمدی لاہور کی جس میں اخبار سیاست چھپتا تھا پانسو روپیہ کی ضمانت ان مضامین کی وجہ سے ضبط کر لی گئی ہے جو ۱۲۔ اپریل ۔ ۹۔ جون ۔ ۸۔ جون ۔ ۱۴۔ جون ۔ ۱۶۔ جون کے پرچوں میں شایع ہوئے ہیں ۔ جن سے حکومت پنجاب کی رائے میں ممکن ہے ۔ یا ان کا رجحان ایسا ہے ۔ کہ ان سے اعلیحضرت نظام حیدرآباد کی تحقیر و تذلیل ہو یا ان کے متعلق بیدلی پھیلے ۔

اسکے خلاف ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک ریزولیوشن کی تائید میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ نے سیاست کے معاملہ میں سخت غلطی کھائی ہے ۔ اور ہمارے ایک مذہبی معاملے میں بخواہ مخواہ دست اندازی کی ہے ۔

مجرمان مارشل لاء کو معافی

گزاد شدہ مجرمان مارشل لاء کو معافی دیدی گئی ہے ۔ اب وہ کونسلوں میں داخل ہونے کے امیدوار بن سکینگے ۔

ناکام وفد خلافت ۳۔ اکتوبر کو بمبئی پہنچیگا

بمبئی کا ایک تار مظہر ہے کہ مسٹر محمد علی ۔ مولوی سید سلیمان ۔ مسٹر ابو القاسم اور مسٹر حیات ۱۷۔ ستمبر کو وینس سے روانہ ہوئے ۔ اور ۳۔ اکتوبر کو بمبئی پہنچینگے ۔

مقدمہ کیا گڑھی کی سماعت

کیا گڑھی کے سٹیشن پر ۸۔ جولائی کو ایک پٹھان مارا گیا تھا اب اس کا مقدمہ مری میں کورٹ مارشل کے رو برو چل رہا ہے ۔ جسمیں ایک انگریز فوجی پولیس مین چلکوٹ زیر الزام ہے ۔

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

فاقہ کا انتالیسواں روز

لنڈن ۱۹۔ ستمبر ۔ مسٹر میک سویٹنی کو فاقہ کرتے کرتے اب انتالیسواں روز ہے ۔ حالانکہ آج سے دو ہفتہ قبل اس کے رشتہ داروں نے کہا تھا کہ وہ قریب المرگ ہے ۔

لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسٹر میک سویٹنی کا یہ کارنامہ ڈاکٹر ٹینر کے کارنامہ کو مات کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ موخر الذکر نے سن ۱۸۸۰ء کے بعد ۴۰ روز فاقہ کر کے تمام لنڈن کو انگشت بدندان کر دیا تھا ۔

کاشتکاروں پر پولیس کا حملہ

لنڈن ۱۹۔ ستمبر ۔ بہارڈ کلو میں کثیر التعداد کاشتکاروں اور پولیس کے سپاہیوں میں جھڑپ ہو گئی ۔ مقام السکری میں کچھ کاشتکار اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے ۔ کہ پولیس نے انہیں گھیرے میں لے لیا ۔ ایک کاشتکار مارا گیا ۔ کئی زخمی ہوئے ۔ اور ۲۴ اسلحہ سمیت گرفتار ہوئے ۔

پولیس پر حملہ

گذشتہ شب ایک اور لڑائی ہوئی ۔ موضع ابی خیل جولمرک کے قریب ہے ۔ ایک مسلح جماعت نے پولیس کے طلایہ گردوں پر گھات سے حملہ کیا ۔ اور ایک سپاہی گولی کا نشانہ ہوا ۔ اور دو مجروح ہوئے ۔

کاشتکاروں پر خونریز حملہ

لنڈن ۲۰۔ ستمبر ۔ انسکیری کی جنگ کی تفصیلوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ ایک باقاعدہ جنگ تھی ۔ حکام نے علاقہ میں کثیر التعداد فوج جمع کر رکھی تھی ۔ اس میں ۱۲ موٹر لاریں بھی مدد تھیں ۔ جونہی اطلاع پہنچی کہ ایک زمین میں ہل جوتے جا رہے ہیں پولیس ان پر جا پڑی ۔ جنگ سخت تھی ۔ گو تھوڑی دیر رہی سپاہیوں نے بم پھینکے ۔ بندوقیں استعمال کیں ۔ اور زرہ پوش موٹر نے بھی انہیں امداد دی ۔

صدہا مکانوں پر چھاپا

بیلگار میں پکڑی ہوئی موٹر لاریوں پر صدہا اشخاص سوار ہو کر ضلع گورنٹ اور بیسبرج میں پہنچ گئے ہیں ۔ انہوں نے پروٹسٹنٹوں کے صدہا مکانوں پر چھاپا مارا ۔ اور جمہوریہ آئرلینڈ کے نام سے اسلحہ لے گئے ۔ یہ حملہ کئی گھنٹہ تک رہا ۔

شہریوں کا حملہ سپاہیوں پر

ایک فوجی لاری پر جس میں ۱۰ مسلح سپاہی سوار تھے ۔ بمقام ڈبلن مسلح شہریوں کی طرف سے حملہ ہوا ۔ دو شہری اور دو سپاہی زخمی ہوئے ۔ اور دو شہری گرفتار کر لئے گئے ۔

اٹلی میں شورش

کاریگروں کے مطالبات منظور کر لئے گئے

روما ۔ ۱۹۔ ستمبر ۔ میلان کا ایک تار مظہر ہے کہ کارخانہ داروں نے ۱۶ برس سے زیادہ عمر کے کاریگروں کی مزدوریوں میں ۴ لیر روزانہ کا اضافہ منظور کیا ہے ۔ ۱۶۔ برس سے کم عمر کے کاریگروں نے ۱۰ فیصدی اور عورتوں اور لڑکوں کے لئے ۔ ۶ فیصدی اضافہ منظور کر لیا گیا ۔ اسپر کاریگروں نے کئی کارخانوں سے اپنا قبضہ ہٹا لیا ہے اور ہر جگہ سُرخ اور سیاہ جھنڈے اتار دیئے گئے ہیں ۔

جنیوا کے صرافہ میں بم

روما ۔ ۲۰۔ ستمبر ۔ پولیس نے جنیوا کے بم کے متعلق ۱۶ گرفتاریاں کی ہیں جنمیں ۶ ہنگری کے باشندے بھی ہیں ۔ ان کے پاس ریوالور ۔ چاقو ۔ کثیر المقدار نقدی اور پروانہ ہائے راہداری تھے ۔ بم سے نقصان املاک نہیں ہوا ۔ سوائے اس کے کہ کھڑکیاں ٹوٹ گئیں ۔

عراق عرب

کوفہ کی محصور فوج

لنڈن ۔ ۲۰۔ ستمبر ۔ کوفہ کی فوج چند ہفتوں سے محاصرہ میں ہے ۔ لیکن ہوائی جہازوں کے ذریعے اسے سامان خوراک گولی بارود پہنچایا جاتا ہے ۔

شیخ پر ہوائی حملہ

شیخ دھاری پر جو بغداد سے ۲۵ میل شمال مغرب کی طرف ہے ۔ اور جس کے پاس بہت سے ہمراہی اور ایک ہزار اونٹ ہیں ۔ ہوائی حملہ ہوا تھا جس سے اسے کثیر نقصان پہنچا ۔

متفرقات

ہڑتال کا خطرہ

لنڈن ۲۰۔ ستمبر ۔ انگلستان میں ہڑتال کی کیفیت روز بروز زیادہ تاریک ہوتی جاتی ہے ۔ کان کن اجرتوں میں دو شلنگ روزانہ کا اضافہ چاہتے ہیں ۔ اور ان کا رویہ غیر مصالحانہ ہے ۔ تصفیہ کے ظاہرا کوئی آثار نظر نہیں آتے ۔

ترکی وزارت مستعفی ہونیوالی ہے

لنڈن ۔ ۲۰۔ ستمبر ۔ قسطنطنیہ سے اطلاع ملی ہے کہ شیخ الاسلام مستعفی ہو گئے ہیں ۔ اور ترکی وزارت عنقریب مستعفی ہونیوالی ہے ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)